Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

خوفناک مندر

صفدر شاہین۔ملتان

خوبرو حسینہ کمرے میں پھنچی تو دیکھا کہ چارپائی پر چادر اوڑھے ایك شخص سو رہا ھے تو اس نے طیش میں آکر چادر کھینچ لی اور پھر اگلا منظر حسینہ کا دل دہلا گیا کیونکہ چارپائی پر کوئی انسان نھیں بلکہ ایك ڈھانچہ موجود تھا اور پھر......

کہنہ مشق رائٹر کی لکھی ہوئی اچھوتی انوکھی خوفناک دہشت ناک اور حیرت انگیز شاہکار کہانی

رحمان جیولرز کا نیون سائن دیکھ کر شازیہ رک گئی۔اس بازار میں اسے یہ پہلی جیولری شاپ نظر آئی تھی جس کے نام سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی مسلمان کی دکان ہے اس نے اپنے شوہر تنویر احمد کو اس دکان کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اس دکان پر خریداری کی جائے تو ہندو جیولرز کے مقابلے میں یہاں قیمتیں کچھ کم ہی ہوں گی۔''

''ہاں...... کچھ نہ کچھ تو فرق ضرور ہوگا۔'' تنویر نے دکان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''لیکن پہلے ہمیں شکیل کے پاس پہنچنا ہے تا کہ رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے ورنہ ہوٹل میں رات گزارنی پڑے گی......شاپنگ تو ہم بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔میں نے بھی شاپنگ ابھی نہیں کرنی ہے۔میں تو آئندہ کے لئے کہہ رہی تھی۔'' شازیہ نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کا۔پھر وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔ان کی شادی پندرہ دن پہلے ہوئی تھی اور وہ ہنی مون منانے کے لئے ایک گھنٹہ قبل لاہور سے یہاں پہنچے تھے۔تنویر احمد کی لاہور میں اسپیئر پارٹس کی بہت بڑی دکان تھی۔والد صاحب نے شادی سے پہلے ہی کاروبار اسے سونپ دیا تھا۔دکان پر ایک منیجر اور دو سیلز مین ملازم تھے۔

شادی کے بعد ہنی مون کا پروگرام بنا تو تنویر نے سنگاپور جانے کا ارادہ کیا۔لیکن شازیہ کو انڈیا دیکھنے کا بہت شوق تھا۔اس نے دہلی میں ہنی مون منانے کی خواہش ظاہر کی تو تنویر انکار نہ کر سکا،اسے شازیہ سے بہت محبت تھی اور دونوں میں سال بھر افیئر چلتا رہا۔پھر شازیہ نے ایف اے پاس کرلیا تو تنویر کی خواہش پر اس کے والد نے شازیہ کے والدین سے شازیہ کا رشتہ مانگ لیا۔وہ لوگ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ایک تاجر گھرانے میں بیٹی کا رشتہ کرنا ان کے لئے فخر کی بات تھی۔اس لئے انہوں نے رشتہ کرلیا اور شازیہ دو کمروں کے مکان سے نکل کر تنویر کی کوٹھی میں آ گئی۔یہ کوٹھی علامہ اقبال ٹاؤن میں تھی جبکہ تنویر کے والد سمن آباد والی کوٹھی میں رہتے تھے۔

شکیل،تنویر احمد کا دوست تھا،اس کی یہاں کپڑے کی بہت بڑی دکان تھی، دو سال پہلے تنویر اور شکیل کے درمیان دوستی کا آغاز ہوا تھا۔شکیل اپنے ایک عزیز کی شادی میں شرکت کے سلسلے میں ان دنوں لاہور آیا تھا۔لیکن لاہور ریلوے اسٹیشن پر اس کا پاسپورٹ اور سفری کاغذات گم ہو گئے۔اتفاق سے تنویر کسی کام کے سلسلے میں اس وقت اسٹیشن پر موجود تھا جب شکیل امیگریشن والوں کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے کاغذات گم ہو گئے

ہیں۔امیگریشن کے عملے میں تنویر کا ایک دوست اور کلاس فیلو بھی تھا۔اسے شکیل کی بے بسی پر بہت ترس آیا اور اس نے دوست کہہ کر شکیل کی جان چھڑائی۔

شکیل نے تنویر کا شکریہ ادا کیا اور اس کا ایڈریس لے لیا۔پھر دو دن بعد وہ تنویر سے اس کی دکان پر ملا اور دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہوئے تنویر کو پیشکش کی کہ کبھی دہلی آنے کا پروگرام بنے تو اسے خدمت کا موقع ضرور دے۔

اس واقع سے ان میں دوستی کی ابتدا ہوئی۔وہ شادی شدہ نوجوان تھا۔دہلی واپس جانے کے بعد اس نے تنویر کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع کردیا۔گزشتہ سال اس نے اپنے ایک عزیز کے ہاتھ تنویر کے لئے کچھ تحائف بھی بھیجے تھے پھر جب تنویر نے اسے اطلاع دی کہ آئندہ ماہ اس کی شادی ہو رہی ہے تو شکیل نے جوابی خط میں اسے دعوت دی کہ وہ ہنی مون دہلی آ کر منائے۔

تنویر کے پاس اس کا ایڈریس تھا۔چنانچہ ایئرپورٹ سے وہ شازیہ کے ساتھ یہاں پہنچا تھا۔صرافہ بازار سے متصل کلاتھ مارکیٹ میں شکیل کی دکان تلاش کرنے میں انہیں زیادہ مشکل پیش نہ آئی۔وہ اپنے چار پانچ سیلزمینوں کے ساتھ دکان پر موجود تھا۔اس نے فوراً ہی تنویر کو پہچان لیا اور بڑی گرمجوشی سے ملا پھر اس نے شازیہ کو سلام کیا اور شادی کی مبارکباد دی۔

"بھائی۔تم مجھے فون کردیتے میں ایئرپورٹ پہنچ جاتا۔" اس نے تنویر سے کہا۔

"کیا ضرورت تھی۔ہم تو آ ہی رہے تھے۔تمہارا وقت کیوں ضائع کرتے۔" تنویر نے ہنس کر کہا۔"پھر میں یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ دو سال بعد تم مجھے پہچان لو گے یا نہیں اور ہماری اچانک آمد پر تمہیں کتنی حیرت ہوتی ہے۔"

تنویر کی بات سن کر شکیل مسکرانے لگا۔تنویر اور شازیہ کے لئے کولڈ ڈرنکس منگوانے کے بعد شکیل نے اپنے گھر پر فون کر کے اپنی بیوی کو مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی۔

"لنچ کا وقت ہو رہا ہے۔ہم ہوٹل میں لنچ کر لیں گے۔البتہ رات کا کھانا گھر پر ہی ہوگا۔لنچ کے بعد میں انہیں گھر لاؤں گا۔" اس نے بیوی سے کہا۔"اور ہاں ان کے لئے ایک کمرہ آراستہ کردو۔باقی باتیں وہیں ہوں گی۔" فون بند کر کے اس نے شازیہ کی طرف دیکھا۔"آپ کو ہوٹل میں لنچ پر اعتراض تو نہیں ہے بھابھی؟"

"نہیں شکیل بھائی۔اس میں اعتراض کا کون سا پہلو ہے۔" شازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔"کیوں تنویر؟"

"اور کیا۔" تنویر نے جلدی سے کہا۔"یوں بھی اب اتنا وقت نہیں ہے کہ گھر پر لنچ تیار ہو سکے۔ایک بج رہا ہے۔"

چند منٹ تک باتیں ہوتی رہیں پھر شکیل نے اپنے ایک سیلزمین کو طلب کر کے اسے ہدایات دیں اور امکان ظاہر کیا کہ ممکن ہے اسے واپس آنے میں کافی دیر لگ جائے۔اس لئے کوئی ضروری بات ہو تو وہ اسے گھر پر فون کر لے۔اس کے بعد اس نے ایک ملازم کو ان کا چھوٹا سا سوٹ کیس اپنی گاڑی تک پہنچانے کا حکم دیا جو مارکیٹ سے باہر مین روڈ پر پارک تھی۔ملازم کے جانے کے بعد وہ شازیہ اور تنویر کے ساتھ دکان سے چل پڑا۔سڑک پر پارکنگ لین میں اس کی خوب صورت کار کے پاس ملازم موجود تھا۔اس نے سوٹ کیس ڈگی میں رکھ دیا تھا۔شکیل نے اس سے گاڑی کی چابیاں لیں۔تنویر اور شازیہ عقبی نشست پر بیٹھ گئے۔شکیل نے انجن اسٹارٹ کیا اور ایک طرف چل دیا۔تنویر اور شازیہ باہر کا نظارہ کرنے لگے۔

چند منٹ بعد شکیل نے ایک فور اسٹار ریسٹورنٹ کے باہر کار روکی اور ان دونوں کے ساتھ ریسٹورنٹ میں آ بیٹھا۔کافی شاندار اور وسیع ریسٹورنٹ تھا۔اس نے کئی ڈشیں منگوالیں۔پرتکلف کھانے کے بعد وہ انہیں گاڑی میں بٹھا کر اپنے گھر کو چل دیا۔تنویر کو اس نے چھ ماہ پہلے بھی خط میں بتادیا تھا کہ اس نے شہر والا فلیٹ بیچ کر دہلی کے نواح میں ایک نئی آبادی میں گھر خرید لیا ہے۔لیکن تنویر کے ذہن میں یہ بات نہیں رہی تھی۔شہر کی پرہجوم سڑکوں سے گزرتے ہوئے جب وہ کھلے علاقے میں پہنچے تو تنویر کو حیرت ہوئی۔

"یار.....تم ہمیں سیر کرا رہے ہو یا گھر لے جا رہے ہو؟" اس نے شکیل سے پوچھا۔

"دونوں کام ایک ساتھ کر رہا ہوں پیارے....."

شکیل ہنس پڑا۔ "ویسے ہم گھر ہی جا رہے ہیں۔"

"تم تو شاید مارکیٹ کے قریب ہی کسی فلیٹ میں رہتے تھے۔" تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں...... لیکن اب نہیں۔ شاید تم بھول گئے ہو۔ میں نے تمہیں چھ ماہ پہلے اطلاع دے دی تھی کہ میں شہر سے باہر ایک بنگلہ خرید کر اس میں شفٹ ہو گیا ہوں۔"

اوہ۔ آئی سی!" تنویر نے سر ہلایا۔ "واقعی میرے ذہن میں نہیں رہا۔"

"شادی کے بعد کافی باتیں آدمی کے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔" شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور اس کا مطلب سمجھ کر شازیہ بھی مسکرا دی۔ مزید پندرہ منٹ کے سفر کے بعد وہ شکیل کے گھر پہنچ گئے بنگلہ چھوٹا مگر بہت خوب صورت تھا۔ گیٹ پر مسلح چوکیدار موجود تھا۔ اس نے گیٹ کھولا۔ شکیل کی بیوی حنا نے برآمدے میں آ کر مہمانوں کا استقبال کیا۔ وہ بہت خوب صورت تھی، شکیل نے شازیہ اور تنویر سے اس کا تعارف کرایا، پھر وہ ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔ حنا نے ملازمہ کو چائے لانے کی ہدایت کر دی۔ چائے کے دوران میں ہی وہ دونوں کافی بے تکلف ہو گئیں۔ شازیہ اور تنویر کے لئے اس نے بیڈروم سیٹ کر دیا تھا۔

"اچھا بھئی...... اب آپ لوگ آرام کریں۔ شام کو ملاقات ہو گی۔" ایک گھنٹہ بعد شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

وہ واپس دکان پر چلا گیا۔ حنا نے ان دونوں کو بیڈروم میں پہنچا دیا تا کہ وہ سفر کی تھکان دور کر سکیں۔

☆......☆......☆

رات کا کھانا بہت ہی پر تکلف تھا۔ حنا نے کئی ڈشیں تیار کی تھیں۔ شکیل نے کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں تنویر سے کہا۔ "تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے ہنی مون کے سلسلے میں؟"

"کیا مطلب؟" تنویر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی تم لوگ پاکستان سے یہاں ہنی مون منانے آئے ہو۔ اب ہنی مون یہاں گھر میں بیٹھ کر تو نہیں منایا جا سکتا۔"

شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آخر ہنی مون کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ مثلاً سیر سپاٹا، خوب صورت مقامات پر جانا اور دوسری تفریحات، تم لوگ کہیں جانا پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں...... لیکن کیا تم ہمارا ساتھ دو گے۔" تنویر نے کہا۔

"لاحول ولا...... ارے بھئی ہنی مون تم دونوں نے منانا ہے۔ ہم تو دو سال پہلے اس مرحلے سے گزر چکے ہیں۔"

شکیل کی بات سن کر حنا اور شازیہ بے اختیار ہنس دیں۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "خیر تمہاری مرضی، ہم پہلے تو دہلی کا لال قلعہ اور دوسرے مقامات دیکھیں گے پھر آگرہ جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ کل اتوار ہے۔ میں فارغ ہوں گا۔" شکیل نے سر ہلا دیا۔

"شکیل بھائی...... میں نے ہندوؤں کے رسم و رواج کے بارے میں کافی پڑھا ہے۔" شازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اور ہاں مجھے ستی کی رسم دیکھنے کا بہت شوق ہے جس میں مرنے والے کی بیوہ کو بھی شوہر کے ساتھ جلایا جاتا ہے۔"

"بھابھی...... یہ رسم اب شہروں میں تو ختم ہو چکی ہے البتہ دیہی علاقوں میں کٹر قسم کے ہندوؤں میں ابھی بھی یہ رسم جاری ہے۔ اس کے لئے ہمیں کسی گاؤں میں جانا پڑے گا۔"

"اچھا۔ تو پھر کل ہی ہمیں گاؤں لے چلیں...... کل تو آپ کی چھٹی ہے ناں۔" شازیہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" تنویر نے سر ہلایا پھر شکیل سے بولا۔ "بھئی میری بیگم بہت ایڈونچر پسند ہے۔ شادی سے پہلے اس نے "دت بھارتی" اور "کرشن چندر" کے ناول و افسانے پڑھے ہیں۔ یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ہندو عورت شوہر کی محبت میں کیسے ستی ہوتی ہے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن بھابھی کو انتظار کرنا پڑے گا۔" شکیل نے مسکرا کر کہا۔

"انتظار۔" شازیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "کس کا انتظار۔"

''کسی کے مرنے اور بیوہ ہونے کا۔'' شکیل ہنس پڑا۔ ''ظاہر ہے، ہماری فرمائش پر تو کوئی عورت ستی نہ ہوگی۔''

اس کے جواب میں سب ہنسنے لگے پر شکیل نے دوبارہ کہا۔ ''بھابھی اگر آپ یہ رسم دیکھنا چاہتی ہیں تو میں آپ دونوں کو ایک گاؤں پہنچا دیتا ہوں۔ میرے ایک سابقہ ملازم کا وہاں گھر ہے۔ آپ کو وہاں دو تین دن رہنا پڑے گا۔ اس دوران میں ممکن ہے وہاں کسی کے مرنے پر ستی کی رسم ادا کی جائے۔ کیا خیال ہے؟''

''گڈ آئیڈیا...... ہمارے پاس ایک ماہ ہے۔'' شازیہ نے خوش ہو کر کہا۔

''وہاں کوئی پرابلم تو نہیں ہوگی۔'' تنویر نے پوچھا۔

''بالکل نہیں چھوٹا سا گاؤں ہے۔ سب لوگ شہر سے آنے والوں کی پیروں کی طرح عزت کرتے ہیں۔ رہائش کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میرے سابقہ ملازم کرشن کا وہاں تین کمروں کا گھر ہے۔ جہاں وہ اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ چھ ماہ پہلے میں اس کی شادی پر وہاں گیا تھا۔ شادی کے لئے میں نے اسے معقول امداد بھی دی تھی۔ اس کی بیوی سیتا بہت خوب صورت ہنس مکھ ہے۔ اس کے ساتھ بھابھی کا اچھا وقت گزرے گا۔ گاؤں کے باہر مرگھٹ ہے۔ جہاں گاؤں والے اپنے مردے جلاتے ہیں۔''

''بہت خوب۔ صبح وہاں جائیں گے۔ اس وقت تو نیند آ رہی ہے۔'' تنویر نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔

اور شازیہ کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ شازیہ سمجھ گئی کہ وہ بیڈروم میں جانے کے لئے بیتاب ہے۔

☆......☆......☆

''کیا بات ہے...... کیا سوچ رہے ہو؟'' شازیہ نے تنویر کو چھت کی طرف متوجہ پا کر آہستہ سے پوچھا۔

''کچھ نہیں......'' تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کچھ تو ہے...... جو سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہو۔'' شازیہ نے اس کے سینے کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں بتاؤ گے۔''

''بس یونہی...... ایک خیال آ گیا تھا۔'' تنویر اس کی طرف کروٹ لیتے ہوئے مسکرایا۔

''کیسا خیال؟'' شازیہ نے سوال کیا۔

''یہی کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے تم جیسی حسن کی دیوی مل گئی۔''

''غلط۔'' وہ آہستہ سے ہنسی۔ ''دیوی تو مردہ ہوتی ہے۔ پتھر کی مورتی۔ جب کہ میں زندہ ہوں۔''

''ڈارلنگ میں چاہتا ہوں کہ ہم سارا وقت تفریح میں گزاریں...... اس لئے تم گاؤں میں چھاؤنی مت ڈالنا۔'' چند لمحوں بعد تنویر نے اس سے کہا۔ ''میں نے تمہاری خوشی کے لئے گاؤں جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن مجھے شہر کا ماحول اور روشنیاں پسند ہیں۔ اس لئے میں دو دن سے زیادہ وہاں نہیں رہ سکوں گا۔ بس یہ خیال ضرور رکھنا۔''

شازیہ نے مسکراتے ہوئے اسے یقین دلایا کہ وہ گاؤں میں زیادہ دن نہیں رہے گی۔

☆......☆......☆

دستک کی آواز سن کر شازیہ بیدار ہوگئی۔ اس نے دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی تو آٹھ بج رہے تھے۔ اس نے جلدی سے تنویر پر چادر ڈالی اور سلیپنگ گاؤن پہن کر دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولنے پر حنا دکھائی دی۔

''بہت گہری نیند سوتی ہو بھابھی۔'' وہ معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔ ''تین بار دستک دے چکی ہوں۔''

''سوری......؟'' شازیہ بھی مسکرا دی۔ ''دراصل نیند دیر سے آئی تھی۔''

''او پھر تو میں نے غلطی کی ہے تمہیں جگا کر۔ بھائی جان تو شاید اندر آتے ہی سو گئے ہوں گے۔''

''بہت شریر ہو حنا تم۔'' شازیہ نے اس کا مطلب سمجھ کر اس کے رخسار پر چٹکی لی۔

''میں ناشتہ تیار کرنے لگی ہوں تم لوگ غسل سے فارغ ہو کر ڈائننگ روم میں آ جاؤ۔''

وہ یہ کہہ کر واپس چل دی۔ شازیہ مسکراتی ہوئی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ غسل سے فارغ ہو کر اس نے تنویر کو جگایا پھر نو بجے کے قریب وہ دونوں ناشتے کی میز پر پہنچے تو حنا اور شکیل اس کے منتظر تھے۔ ناشتے کے دوران میں باتیں

ہوتی رہیں۔ پھر ساڑھے نو بجے شکیل انہیں اپنی کار میں لے کر چل دیا۔ حنا بھی ساتھ ساتھ تھی، لیکن اس کو شکیل کے ساتھ واپس آنا تھا۔ شکیل کے سابقہ ملازم کا گاؤں وہاں سے پچاس ساٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ جس میں پندرہ میل کچی سڑک کا سفر تھا۔ کچا راستہ ناہموار تھا۔ اس لئے شکیل احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا۔

پچاس میل کا فاصلہ مین روڈ پر ایک گھنٹے میں ہوا تھا لیکن کچے راستے پر پندرہ میل کرنے میں چالیس منٹ لگ گئے۔ آخر نہر کے پار انہیں اپنی منزل نظر آنے لگی۔ نہر کے پل سے گزر کر وہ پانچ منٹ میں گاؤں کے پاس پہنچ گئے، چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جن میں ساٹھ ستر کچے پکے گھر دکھائی دے رہے تھے۔ آبادی کی دوسری جانب ایک مندر نظر آ رہا تھا۔ گاؤں کے آس پاس کی زمین ناہموار تھی جس پر گھنے درختوں کی بہتات تھی۔ کہیں کہیں سرسبز کھیت بھی تھے اور اونچے نیچے ٹیلے بھی۔

کرشن کا گھر گاؤں کے ابتدائی حصے میں تھا۔ کچا راستہ اس گاؤں تک ہی تھا۔ چنانچہ شکیل نے راستے پر ہی گاڑی روک دی۔

اتنے میں گاؤں کے چند بچے گاڑی کے قریب آ گئے۔ شکیل نے ان میں ایک سے کہا۔

"بیٹے ذرا کرشن کمار کو تو بلاؤ...... ہم اس کے مہمان ہیں......"

لڑکا فوراً پلٹ کر گھروں کی طرف دوڑ گیا۔ تین چار منٹ بعد ایک نوجوان تیزی سے آتا دکھائی دیا۔ وہ شکیل اور تنویر سے عمر میں آٹھ دس سال کم ہی معلوم ہوتا تھا۔ مگر دبلا پتلا اور قد لمبا تھا۔

"کرشن آ رہا ہے۔" شکیل نے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "حیرت ہے۔"

"حیرت کس بات پر۔" اس کے ساتھ بیٹھے تنویر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی صحت پر...... شادی سے پہلے یہ پہلوانوں کی طرح صحت مند اور موٹا تھا۔ لیکن اب کافی کمزور معلوم ہوتا ہے۔"

اتنے میں کرشن قریب آ پہنچا۔ شکیل اور تنویر کار سے نکل آئے تھے۔ کرشن نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ شکیل اور تنویر نے باری باری اس سے ہاتھ ملایا۔ پھر شکیل اسے بتانے لگا کہ وہ اس سے ملنے اور گاؤں کی سیر کرنے آئے ہیں۔

کرشن ان کی آمد پر خوش ہو رہا تھا۔ وہ انہیں اپنے گھر لے آیا۔ اس کی بیوی سیتا کو دیکھ کر شازیہ اور حنا احساس کمتری محسوس کرنے لگیں۔ وہ ان دونوں سے کئی گنا خوب صورت اور متناسب الاعضا جسم رکھتی تھی۔ رنگ بھی گورا تھا۔ کرشن نے انہیں کمرے میں کرسیوں پر بٹھایا اور خود اپنی بیوی کے ساتھ ان کی خاطر تواضع میں مصروف ہو گیا۔ دوپہر کے پرتکلف کھانے سے فارغ ہو کر شکیل نے کرشن کو اپنی آمد کا مقصد بتایا کہ تنویر اور شازیہ گاؤں کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے دو تین دن اس کے مہمان رہیں گے۔

"یہ تو ہماری خوش قسمتی ہو گی جناب۔" کرشن نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "ہم سے جو ہو سکا ان کی خدمت کریں گے۔"

شکیل نے کرشن کو یہ بتانے سے گریز کیا کہ تنویر اور شازیہ پاکستان سے آئے ہیں۔ تاکہ گاؤں والے تعصب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اس کے بجائے اس نے کرشن سے یہ کہا کہ تنویر اس کا کزن ہے اور دہلی میں اس کا بہت بڑا بزنس ہے۔ بعد میں اس نے تنہائی میں تنویر اور شازیہ کو ہدایت کی کہ وہ خود کو وہاں پاکستانی ظاہر نہ کریں۔

کرشن نے اپنے مکان کے بقیہ دو کمروں میں سے ایک کمرہ ان دونوں کے لئے سجا دیا۔ برابر کے کمرے میں وہ اور اس کی بیوی سوتے تھے۔ جبکہ دونوں کمروں کے درمیان ایک دروازہ تھا۔ جسے کرشن نے بند کر دیا تھا۔ چار بجے شکیل اور حنا نے واپس جانے کا ارادہ کیا اس نے کرشن سے کہا۔

"کرشن میں جا رہا ہوں۔ اپنے مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دینا۔ جلدی میں تم لوگوں کے لئے کوئی تحفہ نہ لا سکا۔ یہ رکھ لو۔"

اس نے ایک ہزار روپے کا نوٹ کرشن کی طرف بڑھایا۔ لیکن کرشن نے لینے سے انکار کر دیا۔ پھر بھی شکیل نے زبردستی اس کی جیب میں ٹھونس دیا۔ چند منٹ بعد